اہل سنت کی تفسیروں میں امام حسینؑ کا مقام

تالیف: محمد اسماعیل عبداللہی
ترجمہ: مولانا ڈاکٹر گلزار احمد خان

حدیث ثقلین کے مطابق پیغمبر اسلامؐ نے لوگوں کے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں۔ قرآن مجید اور اہلبیت پیغمبرؐ۔ امام حسینؑ اہلبیت کی ایک فرد اور خامس آل عبا ہیں اور اسی وجہ سے رسول خداؐ اور دوسرے ائمہ آپ پر خاص توجہ رکھتے تھے اور چونکہ روایتوں کے مطابق اللہ تعالی نے سید الشہداؑ کی شان میں قرآن میں آیتیں بھی نازل کی ہیں لہذا آنحضرتؑ اور آپ سے متعلق روایتیں اہل سنت مفسرین کی توجہ کا مرکز رہی ہیں۔ اس مضمون میں ہم اہل سنت مفسروں کی نظر میں امام حسینؑ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بتائیں گے۔

قرآن مجید کی بہت سی آیتیں امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور اہل سنت مفسرین نے ان میں سے بعض کو حضرت کی شان میں مانا ہے اور بعض کی تاویل پیش کی ہے۔ اس تحریر میں ہم نے اہل سنت کے تفسیری منابع میں حضرتؑ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں تحقیق کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح امام حسینؑ تاریخ اسلام اور روائی منابع میں خاص مقام رکھتے ہیں، اسی طرح اہل سنت کی تفسیری روایتوں میں بھی آپ بلند مقام کے حامل ہیں جس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ کچھ مورخین نے تیسری یا پانچویں شعبان بروز منگل یا جمعرات اور بعض نے ماہ ربیع الاول سنہ تین ہجری کے آخری دن[1] اور کچھ لوگوں نے پچیسویں ماہ شعبان[2] کو آپ کی ولادت کی تاریخ کے طور پر بتایا ہے۔ بعض مورخین نے سنہ چار

۱۔ طبرسی، فضل بن حسن، اعلام الوری، ص ۳۰۷
۲۔ طبری، عماد الدین حسن بن علی، تحفۃ الابرار، ص ۱۶۶

ہجری میں ماہ شعبان کی تیسری یا پانچویں [۱] تاریخ کو اور بعض نے ماہ شعبان سنہ چار ہجری کو آپ کی ولادت کی تاریخ بتایا ہے۔[۲]

امام حسینؑ کی عظمت و شخصیت کے حوالے سے پیغمبر اسلامؐ سے بہت سی احادیث اہل سنت کے تفسیری متون میں منقول ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خداؐ ہمیشہ آپ پر خاص توجہ کرتے تھے جیسا کہ رسول خداؐ سے منقول ہے:

"الولد ریحانة و ریحانتای الحسن و الحسین۔ ترجمہ: ... حسن و حسین میرے دلبند ہیں۔[۳]"

یہ توجہ اور اہمیت صرف نسبی رشتے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دین کی حفاظت میں آپ کے اہم کردار کی وجہ سے ہے۔ آپ نے اپنے پورے وجود کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اور وارید ان آمر بالمعروف و انھی عن المنکر [۴] کے ذریعہ لوگوں کو بتایا کہ آپ وارث علم نبی اور عالم بطون قرآن ہیں۔

امام حسینؑ، اہل سنت کی تفسیروں میں

امام حسینؑ کی شخصیت اور دین کی حفاظت میں آپ کے کردار کی وجہ سے بعض قرآنی آیتوں کو آپ سے منسوب کیا گیا ہے اور اہل سنت مفسرین نے بھی انہیں اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ ہم اس مضمون میں انہیں آیتوں کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے۔

۱۔ شوشتری، نور اللہ، احقاق الحق، ص ۴؛ عکبری بغدادی، محمد بن محمد بن نعمان، الارشاد، ص ۲۷؛ حموی، محمد بن اسحاق، انیس المؤمنین الحموی، ص ۹۵؛ مجلسی، محمد بن باقر، بحارالانوار، ص ۲۰۱

۲۔ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف البلاذری، ص ۴۰۴

۳۔ التلیدی المغربی، ابوالفتوح عبداللہ بن عبدالقادر، الانوار الباہرة، ص ۱۶۳؛ تلمسانی، محمد بن ابی بکر، الجوہرة فی نسب الامام علی، ص ۴۳؛ محمد بن طولون، شمس الدین، ائمة الاثنی عشر، ص ۲۷؛ الجزری، شمس الدین محمد بن محمد بن محمد، استی المطالب فی مناقب الامام علی، ص ۱۷۰ و ۱۹۰؛ قندوزی، سلیمان بن ابراہیم، ینابیع المودة لذوی القربی (جلد ۴)، ص ۱۸۵

۴۔ کوفی، ابن اعثم، الفتوح، ص ۲۱

فَتَلَقّٰی آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ ترجمہ: پھر آدم علیہ السّلام نے پروردگار سے کلمات کی تعلیم حاصل کی اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔[1]

حضرت آدم نے خدا سے جن کلمات کی تعلیم حاصل کی، اس کے بارے میں ابن نجار نے ابن عباس سے روایت کی ہے:

"میں نے رسول خداؐ سے سوال کیا کہ وہ کلمات جن کے ذریعہ آدم کی توبہ قبول ہوئی وہ کیا ہیں؟ رسول خداؐ نے فرمایا سَالَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلِی وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَينِ اِلَّا تُبتَ عَلَی، فَتَابَ عَلَیه۔"[2]

رسول خداؐ جو وحی کے سوا کچھ نہیں بولتے، انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں پنج تن پاک کا نام لیا ہے جن میں ایک امام حسینؑ بھی ہیں۔ اس سے اللہ تعالی کی درگاہ میں پنج تن کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

❖

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّـهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ ترجمہ: پیغمبر علم کے آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ حجتی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔[3]

اس آیت کی تفسیر میں اہل سنت علما نے تحریر کیا ہے کہ ابناء نا سے مراد حسن و حسین ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ جس وقت رسول خداؐ مباہلہ کے لئے جارہے تھے تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۳۷
۲۔ حسکانی، عبید اللہ بن عبداللہ محقق، شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۱۰۱ و ۱۰۲؛ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور، ص ۶۱
۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۶۱

تھے، جناب فاطمہ (س) آپ کے پیچھے پیچھے اور حضرت علیؑ ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ علمائے نجران نے ان کو دیکھ کر کہا:

"یا معشر النصاری! انی لاری وجوهاً لو سالوا الله تعالی ان یزیل جبلا من مکانه لازاله فلا تباهلوا فتهلکوا فاذعنوا۔ ترجمہ: اے نجران کے رہنے والو! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالی سے درخواست کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ تم ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔"[1]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ، پیغمبر اسلامؐ کے بیٹے ہیں اور اہل سنت مفسرین اس قول کی تائید کے لئے وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ سے استناد کرتے ہیں۔[2]

ان آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی ماں کی طرف سے حضرت ابراہیم سے منسوب ہیں اور انہیں ابراہیم کی ذریت مانا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹی کے بیٹے کو بھی اپنا بیٹا کہا جاتا ہے۔[3]

❖

وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ۔ ترجمہ: اور خبردار اپنے نفس کو قتل نہ کرو۔[4]

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے لا تقتلوا اهلبیت نبیکم اور اثبات کے لئے آیہ مباہلہ سے استناد کرتے ہیں کہ انفسکم سے مراد اہلبیت رسولؐ ہیں جس میں خود رسول خداؐ،

۱۔ بیضاوی، عبداللہ بن عمر، انوار التنزیل و اسرار التاویل، ص ۲۰؛ ثعلبی، احمد بن محمد، الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی، ص ۸۵؛ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۱۱

۲۔ اور پھر ابراہیم کی اولاد میں داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون قرار دیئے (سورہ انعام، آیت ۸۴)

۳۔ فخر رازی، ابو عبداللہ محمد بن عمر، مفاتیح الغیب ص ۲۴۸

۴۔ سورہ نساء، آیت ۲۹

حضرت علیؑ، جناب فاطمہ (س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ شامل ہیں۔ کان ابناء هذه الامة الحسن و الحسين و کان نساؤها فاطمه و انفسهم النبی و علی۔[1]

ابن عباس کی تفسیر کے مطابق اللہ تعالی نے اہلبیت رسولؐ کو قتل کرنے سے منع کیا ہے لیکن اہلبیت رسولؐ یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے اور آخر میں امام حسینؑ کو بہت ہی مظلومانہ طریقہ سے شہید کر دیا گیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ انہیں آیتوں کی تلاوت کرتے تھے جن کی تفسیر انہوں نے ابن عباس سے بھی سنی تھی۔

❖

وَمَن يُطِعِ اللَّـهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّـهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا۔ ترجمہ: اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین اور یہی بہترین رفقا ہیں۔[2]

اس آیت کی تفسیر میں اہل سنت مفسروں سے بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں۔ عبداللہ بن عباس اس بارے میں کہتے ہیں:

و من یطع اللہ و الرسول یعنی واجبات میں اللہ تعالی کی اطاعت اور سنت پیغمبرؐ کی تبعیت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالی نے پیغمبر اسلامؐ کا انتخاب کیا، اور صدیقین میں حضرت علیؑ ہیں جو نبی کریمؐ کی تصدیق کرنے والے پہلے شخص ہیں اور شہدا میں علی، جعفر، حمزہ، حسن و حسین شامل ہیں جو سادات شہدا ہیں اور صالحین سلمان، ابوذر، صہیب، بلال، خباب اور عمار ہیں اور حسن اولئک میں گیارہ امام شامل ہیں۔ اور رفیقاً سے مراد وہ بہشت یا منزل

۱۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۱۸۱-۱۸۲
۲۔ سورہ نساء، آیت ۶۹

ہے جہاں رسول خداؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہ (س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ ایک ساتھ رہیں گے۔[۱]

اس آیت کے پہلے حصہ میں جو شہیدوں سے متعلق ہے، معصومین علیہم السلام بشمول امام حسینؑ کا ذکر دوسرے غیر معصوم شہیدوں کے ساتھ ہوا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ تمام ایک ہی درجہ پر ہیں لیکن آیت کے آخری حصہ میں رفیقاً کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ معصوم شہیدوں بشمول امام حسینؑ کا درجہ دوسرے شہیدوں سے بالکل الگ ہے چونکہ اس حصہ کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت امام حسینؑ کو جنت میں رسول خداؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہ (س) اور امام حسنؑ کے ایک ساتھ ایک مکان میں قرار دیا ہے۔ ان تمام باتوں سے اہل سنت کی تفاسیر میں امام حسینؑ کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

داود بن سلیمان، امام رضاؑ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں جہاں ارشاد ہوتا ہے:

"(فَأُولئِکَ مَعَ الَّذِینَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَیهِمْ) قَالَ: مِنَ النَّبِیینَ مُحَمَّدٌ، وَ مِنَ الصِّدِّیقِینَ عَلِی بْنُ اَبِیطالِبٍ، وَ مِنَ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، وَ مِنَ الصَّالِحِینَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَینُ وَ حَسُنَ أُولئِکَ رَفِیقاً قَالَ الْقَائِمُ من آل محمد لفظاً سواءً۔ ترجمہ: پیغمبر اسلامؐ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: نبیین سے محمد، صدیقین سے علی، شہدا سے حمزہ اور صالحین سے حسن و حسین مراد ہیں اور حسن اولئک رفیقاً سے مراد قائم آل محمد ہیں۔"[۲]

اس طرح کی روایت اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بھی نقل کی ہے

❖

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَابْتَغُوا إِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِیلِهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ۔ ترجمہ: ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچے کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو کہ شاید اس طرح کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں کئی روایتیں بیان ہوئی ہیں جن میں سے چند کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۱۹۶-۱۹۷
۲۔ ایضاً، ص ۱۹۷-۱۹۹

ابن عباس رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں:

"سلو اللہ لی الوسیلة فانه لم یسالها لی عبد فی الدنیا الا کنت له شهیداً او شفیعاً یو م القیامة۔ترجمہ: مجھ وسیلہ قرار دیکر اللہ تعالی سے مانگو، کیونکہ جو بھی دنیا میں مجھے وسیلہ بنائے گا، میں قیامت میں اس کے حق میں گواہی دوں گا یا روز قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔[۱]"

ابن مردویہ نے اپنی اسناد کے ذریعہ حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

"بہشت میں ایک درجہ ہے جسے وسیلہ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ پس اگر خدا سے اس درجہ کو طلب کرنا تو مجھے وسیلہ قرار دینا۔لوگوں نے سوال کیا: یا رسول اللہؐ اس مقام پر آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: علی، فاطمہ، حسن و حسین اور یہ لوگ بھی میری طرح جنت تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔[۲]"

ابن ابی حاتم نے سالم بن ثوبان سے نقل کیا ہے کہ میں نے علیؑ کو منبر کوفہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہشت میں دو موتی ہیں۔ ایک سفید اور دوسرا زرد۔ سفید موتی عرش تک پھیلا ہوا ہے اور وہ مقام محمود ہے، جس میں ستر ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرہ تین میل تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کمرے اور اس کے دروازے وسیلہ سے بنے ہیں اور یہ کمرے محمد وآل محمد کے لئے مخصوص ہیں اور زرد رنگ والا بھی ایسا ہی ہے اور وہ جناب ابراہیم اور ان کے اہلبیت سے مخصوص ہے۔[۳]

عکرمہ، أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ[۴] کے بارے میں کہتے ہیں کہ هم النبی و علی و فاطمة و الحسن و الحسین (علیهم السلام)۔[۵]

۱۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ص ۹۵
۲۔ایضاً
۳۔الکشف والبیان المعروف تفسیر الثعلبی، ص ۵۹؛ تفسیر القرآن العظیم، ص ۹۵
۴۔ سورہ اسراء آیت ۵۷
۵۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۴۴۶

ابن عباس کی روایت میں وسیلہ کی تصریح کی گئی ہے۔ دوسری روایت میں وسیلہ پر تاکید کے علاوہ اس کے مصداق کو بھی بتایا ہے اور اسے اہلبیت سے مخصوص کیا گیا ہے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں آیا ہے کہ اہلبیت مطلق طور پر وسیلہ ہیں۔

❖

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰـهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے بیان کی ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے۔[1]

سلام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ یابن رسول اللہ! أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کا معنی بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا: اے سلام! شجرہ محمد، فرع علی، حسن و حسین اس کے پھل، فاطمہ اس کی شاخ اور ان کی نسل سے ائمہ اس شاخ کی ٹھنیاں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔

دوسری روایت میں ابوالقاسم قرشی اپنی سند کے ذریعہ عبدالرحمٰن کے غلام مینا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز عبدالرحمٰن بن عوف نے مجھ سے کہا: اے مینا! اس سے پہلے کہ احادیث، باطل باتوں سے مخلوط ہو جائیں، میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ ہم نے رسول خداؐ کو ہمیشہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"اَنَا شَجَرَةٌ وَ فَاطِمَةُ فَرْعُهَا وَ عَلِی لِقَاحُهَا وَ حَسَنٌ وَ حُسَينٌ ثَمَرُهَا وَ مُحِبُّوهُم مِنْ اُمَّتِی وَرَقُهَا ، ثُمَّ قَالَ هُمْ فِی جَنَّةِ عَدْنٍ وَ الَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ۔ ترجمہ: میں درخت ہوں، فاطمہ اس کی شاخ ہیں، علی اس کا شگوفہ ہیں، حسن و حسین اس کے پھل ہیں اور ان کے چاہنے والے اس کے پتے ہیں اور وہ لوگ جنت عدن میں ہیں۔"

ابوعثمان الحیری نے بھی اس روایت کو عبدالرحمٰن سے اسی طرح نقل کیا ہے۔[2]

❖

۱۔ سورہ ابراہیم، آیت ۲۴

۲۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۴۰۶-۴۰۹

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ ترجمہ: ان پر ہمارا سلام جس دن پیدا ہوئے اور جس دن انہیں موت آئی اور جس دن وہ دوبارہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔[۱]

اس آیت کی تفسیر میں ابن عساکر نے قرہ بن خالد سے نقل کیا ہے کہ ما بكت السماء و الارض الا علی یحیی بن زکریا و الحسین بن علی و حمرتها بکاؤها۔ ترجمہ: آسمان نے کسی پر گریہ نہیں کیا سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی پر اور اتنا رویا کہ سرخ ہوگیا۔[۲]

اور یہ ان دونوں بزرگوں کی مظلومیت کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ دونوں بزرگ بدترین اور شقی ترین افراد کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک امام حسینؑ کا بلند مرتبہ ہے اسی وجہ سے انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں امام حسینؑ کا نام لیا ہے جن کی شہادت کے روز اللہ تعالی نے ان پر سلام و درود بھیجا ہے۔

❖

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّـهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۔

ترجمہ: بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہلبیت کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں اہل سنت کی بہت سی روایتیں متواتر طور پر وارد ہوئی ہیں جن میں سے کچھ روایتوں کی طرف ہم یہاں پر اشارہ کرتے ہیں:

ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ ام سلمہ سے نقل کیا ہے:

" فی بیتی نزلت إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّـهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا و فی بیت فاطمة و علی و الحسن و الحسین فجللهم رسول الله

۱۔ سورہ مریم، آیت ۱۵
۲۔ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع الحکام، ص ۲۲۰؛ الدر المنثور، ص ۲۶۴

بکساء کان علیه ثم قال هؤلاء اهلبیتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا ۔
ترجمہ: میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت فاطمہ، علی اور حسن و حسین یہاں موجود تھے۔ رسول خداؐ نے ان کو اپنی چادر لیا اور فرمایا یہ میرے اہلبیت ہیں۔ اے اللہ! ان سے ہر رجس کو دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ رکھ۔[۱]"

آیہ تطہیر کی تفسیر میں ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: یہ آیت میرے، علی، فاطمہ اور حسن و حسین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت عایشہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: عبا کے نیچے سب جمع ہوئے اور رسول خداؐ نے آیہ تطہیر کی تلاوت فرمائی۔[۲]
ان تمام روایتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ تطہیر پنج تن آل عبا کی شان میں نازل ہوئی ہے اور امام حسینؑ بھی پنج تن کی ایک فرد ہیں اور اہل سنت کے نزدیک آپ کا اہم مقام ہے۔

❖

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ۔ ترجمہ: یہ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔[۳]
اس آیت کی تفسیر میں ابوبکر بن مؤمن خود اپنی سند کے ذریعہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں:
"نَزَلَتْ فِی عَلِی بْنُ اَبِی طَالِبٍ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَینِ وَ فَاطِمَةَ (عَلَیهم السلام) وَ کَانَ عَلِی یَصَلِّی ثُلُثَی اللَّیلِ الاَخِیرِ وَ یَنَامُ الثُّلُثَ الاَوَّلَ، فِاذَا کَانَ السَّحرُ جَلَسَ فِی الِاسْتِغْفَارِ وَ الدُّعَاءِ وَ کَانَ وِرْدُهُ فِی کُلِّ لَیلَةٍ سَبْعِینَ رَکْعَةً خَتَمَ فِیهَا القُرآنَ۔ ترجمہ: یہ آیت علی، فاطمہ، حسن اور حسین کی شان میں نازل ہوئی ہے اور علیؑ رات کے ایک تھائی حصہ میں سوتے تھے اور دوسری تھائی میں نماز کے لئے قیام کرتے تھے اور سحر کے

۱۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، ص ۱۹۵؛ پانی پتی، ثناء اللہ، التفسیر المظہری، ص ۳۴
۲۔ تفسیر القرآن العظیم، ص ۳۶۷-۳۶۸؛ بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ص ۶۳۷؛ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، ص ۶۴۲
۳۔ سورہ ذاریات، آیت ۱۷

وقت دعا و استغفار کرتے تھے اور ہر رات ستر رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس میں قرآن ختم کرتے تھے۔[۱]"

اگرچہ اس روایت میں عبداللہ بن عباس نے امیر المومنینؑ کی عبادت کا ذکر کیا ہے لیکن چونکہ یہ آیت ان چاروں بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے لہٰذا اس عبادت میں سبھی حضرات کو شامل کرنا چاہئے اور آیت کا انداز بھی کلی ہے اور بغیر کسی قرینہ کے اسے کسی سے مخصوص نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت علیؑ کے لئے مشہور ہے کہ آپ ہر شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے[۲] لیکن ہمارے دوسرے اماموں اور جناب فاطمہ (س) کی عبادت بھی اس سے کم نہ تھی اور تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے۔اسی طرح شب عاشور امام حسینؑ نے ایک رات کی مہلت مانگی تا کہ دعا و عبادت کر سکیں۔[۳]

❖

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ۔ ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی ان ہی سے ملا دیں گے اور کسی کے عمل میں سے ذرہ برابر بھی کم نہیں کریں گے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا گروی ہے۔[۴]

اس آیت کی تفسیر میں محمد بن عبداللہ نے اپنی سند کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پیغمبر اسلامؐ، حضرت علیؑ، جناب فاطمہ (س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[۵]

عبدالعزیز بن یحییٰ نے بھی اسی روایت کو بالکل اسی طرح ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت، نبی کریمؐ، علیؑ، فاطمہ (س) اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔[۱]

۱۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۲۶۸
۲۔ لبستی المعتزلی، ابی القاسم اسماعیل بن احمد، المراتب فی فضائل امیر المومنین وسید الوصیین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ، ص ۶۱
۳۔ اسماعیل بن کثیر، عماد الدین، البدایۃ والنہایۃ، ص ۱۷۶
۴۔ سورہ طور، آیت ۲۱
۵۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۲۷۰

ان روایتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اہلبیت کو ذریت رسول میں شمار کیا گیا ہے اور یہ ذریت کوئی عام ذریت نہیں ہے بلکہ صرف ان خاص افراد کو شامل ہے۔ آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ بہشت میں ان کے فرزندوں کو ان سے ملحق کریں گے ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فرزندوں کا درجہ بہشت میں بہت اونچا ہے، کیونکہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ ہونگے اور یہ درجہ صرف معصومین علیہم السلام سے مخصوص ہے۔

❖

وَوَالِدٍ وَ مَا وَلَدَ۔ ترجمہ: اور تمہارے باپ آدم اور ان کی اولاد کی قسم۔[۲]

اس آیت کی تفسیر میں ابوالنضر اپنی سند کے ذریعہ ابی یعفور اور وہ اپنے بعض اصحاب کے ذریعہ امام محمد باقرؑ سے نقل کرتے ہیں کہ ابی جعفر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: والد سے مراد علیؑ اور وماولد سے مراد حسن وحسین ہیں۔ اسی روایت کو اسحاق نے بھی جابر سے نقل کی ہے۔[۳]

ان بزرگوں کی شان کیسے بیان کی جاسکتی ہے۔ جن کی قسم اللہ تعالی کھا رہا ہے۔ جس چیز کی قسم کھائی جارہی ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہونا چاہئے اور خاص کر اگر اللہ تعالی کسی کی قسم کھاتا ہے تو یقیناً وہ بہت ہی بلند مرتبہ پر فائز ہوگا۔

منابع و مآخذ

- ❖ قرآن کریم
- ❖ ابن بابویہ، محمد بن علی، علل الشرائع، مترجم: ذہنی تہرانی، محمد جواد، اندیشۂ ہادی، ۱۳۹۱ش
- ❖ ابن بابویہ، محمد بن علی، عیون اخبار الرضاؑ، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۰۴ق
- ❖ ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۲۲ق
- ❖ ابن طاووس، علی بن موسی، لھوف، انتشارات جہان، تہران، ۱۳۴۸
- ❖ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ق

۱۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۲۷۱
۲۔ سورہ بلد، آیت ۳
۳۔ شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، ص ۴۳۰

❖ اسماعیل بن کثیر، عماد الدین، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت
❖ امین عاملی، سید محسن، اعیان الشیعہ، دار التعارف، بیروت، ۱۴۰۳
❖ آلوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ق
❖ بحرانی، سید ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، تحقیق: قسم الدرسات الاسلامیہ موسسۃ البعثۃ قم، بنیاد بعثت، تہران، ۱۴۱۶ق
❖ البستی المعتزلی، ابی القاسم اسماعیل بن احمد، المراتب فی فضائل امیر المومنین وسید الوصیین علی بن ابی طالب، انتشارات دلیل ما، قم، ۱۳۸۰ش
❖ بغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ق
❖ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ق
❖ بیضاوی، عبداللہ بن عمر، انوار التنزیل واسرار التاویل، تحقیق: محمد عبدالرحمٰن مرعشی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۸ق
❖ پانی پتی، ثناء اللہ، التفسیر المظہری، مکتبہ رشدیہ، پاکستان، ۱۴۱۲ق
❖ تلمسانی، محمد بن ابی بکر، الجوہرۃ فی نسب الامام علیؑ، مکتبہ النوری، دمشق، ۱۴۰۲ق
❖ التلیدی المغربی، ابو الفتوح عبد اللہ بن عبد القادر، الانوار الباہرہ، مجمع العالمی للتقریب بین المذاہب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۸۸ش
❖ ثعلبی، احمد بن محمد، الکشف وبیان المعروف تفسیر الثعلبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ق
❖ الجزری، شمس الدین محمد بن محمد، اسنی المطالب فی مناقب الامام علیؑ، نقش جہان، تہران
❖ حرانی، عبداللہ بن نور اللہ، عوالم العلوم والمعارف، مؤسسۃ الامام المہدی، بیروت، ۱۴۲۹
❖ حسکانی، عبید اللہ بن عبداللہ محقق، شواہد التنزیل لقواعد التفضیل، وزارت ارشاد، تہران، ؛۱۴۱۱ق
❖ حلی، جعفر بن محمد بن نما، منیر الاحزان، مدرسۃ الامام المہدی، قم، ۱۴۰۶ق
❖ حموی، محمد بن اسحاق، انیس المؤمنین الحموی، بنیاد بعثت، تہران ۱۳۶۳ش
❖ سمرقندی، نصر بن محمد بن احمد، بحر العلوم،، دار الفکر، بیروت
❖ سید بن طاووس، الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف، انتشارات خیام، قم، ۱۴۰۰ق

❖ سیوطی، جلال الدین، الدر المنثور، کتاب خانہ عمومی حضرت آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی، قم
❖ شوشتری، نور اللہ، احقاق الحق، کتابخانۂ عمومی حضرت آیت اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۹ق
❖ طبرسی، فضل بن حسن، اعلام الوری، مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، قم، ۱۳۷۶ش
❖ طبرسی، عماد الدین حسن بن علی۔ (۱۳۷۶)۔ تحفۃ الابرار، تہران: میراث متوب؛
❖ طبرسی، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۲ق
❖ العروسی حویزی، عبد علی بن جمعۃ، تفسیر نور الثقلین، دار التفسیر، قم، ۱۳۸۳ش
❖ عکبری بغدادی، محمد بن نعمان (شیخ مفید)، الارشاد، انتشارات محبین، قم، ۱۴۲۶ق
❖ فخر رازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ق
❖ فیض کاشانی، محمد بن شاہ مرتضیٰ، الوافی، مکتب الامام الامیر المؤمنین علیؑ العامہ، اصفہان، ۱۴۰۶ق
❖ قرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع الحکام، ناصر خسرو، تہران، ۱۳۶۴
❖ قمی، ابن قولویہ، کامل الزیارات، مترجم ذہنی تہرانی، محمد جواد، پیام حق، تہران، ۱۳۸۴
❖ قندوزی، سلیمان بن ابراہیم، ینابیع المودۃ لذوی القربی، اسوہ، قم
❖ کاتب واقدی، ابن سعد، طبقات الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ق
❖ کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، کتاب فروشی علمیہ اسلامی، تہران، ۱۳۶۹
❖ کوفی، ابن عثم، الفتوح، دار الأضواء، ۱۴۱۱ق
❖ مجلسی، محمد باقر، جلاء العیون، نشر سرور، قم، ۱۳۸۲ش
❖ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسۃ الوفاء، بیروت
❖ محمد بن طولون شمس الدین، ائمۃ الأثنی عشر، نشر رضی، قم
❖ مسعودی، علی بن حسین، اثبات الوصیۃ للامام علی بن ابی طالب، انصاریان، قم، ۱۴۲۴ق
❖ مشہدی، میرزا محمد، تفسیر کنز الدقائق، دار الغدیر، قم، ۱۴۲۳ق
❖ میبدی، ابو الفضل رشید الدین، کشف الاسرار، امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۱
❖ نسائی، احمد بن شعیب، خصائص امیر المؤمنین، بوستان کتاب، قم، ۱۳۸۲
❖ یزدی حائری، علی بن زین العابدین، الزام الناصب، مؤسسۃ الاعلمی، بیروت، ۱۴۲۲